حکیم محمود احمد ظفر۔ سیالکوٹ

آخری قسط

امامت و خلافت

پھر یہ ہے کہ سیدنا ابوبکرؓ کی بیعت کرتے وقت سیدنا علیؓ کے ذہن میں یہ بھی تھا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کے خلیفہ ہونے کی بشارت دی ہے اور مختلف طریقوں سے صحابہ کرامؓ کو بتایا ہے کہ میرے بعد ابوبکرؓ خلیفہ ہوں گے۔ چنانچہ علامہ طوسی شیعی نے سیدنا انسؓ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ "ایک مرتبہ جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبرؓ کے مجلس کے آنے کے وقت ارشاد فرمایا کہ انہیں جنت اور میرے بعد خلیفہ ہونے کی خوشخبری سنادو۔ اور عمرؓ کو جنت اور ابوبکرؓ کے بعد خلیفہ ہونے کی بشارت سنادو۔" روایت کے اصل الفاظ یہ ہیں

روی عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند اقبال ابی بکر ان یبشرہ بالجنۃ و بالخلافۃ بعدہ وان یبشر عمر بالجنۃ و بالخلافۃ بعد ابی بکر۔

(تلخیص الشافی جلد ۳ ص ۳۹)

اسی طرح ایک اور موقع پر ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ اور کسی معاملہ کے بارے میں آپ سے بات چیت کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں فرمایا کہ پھر میرے پاس آنا۔ عورت نے عرض کیا کہ اگر میں پھر آؤں اور آپ کو نہ پاؤں یعنی آپ انتقال فرما چکے ہوں تو پھر کیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا

ان لم تجدینی فات ابا بکر

اگر تو مجھے نہ پائے تو پھر ابوبکرؓ کے پاس چلی جانا

(تلخیص الشافی جلد ۳ ص ۳۹)

پھر سیدنا علیؓ کے پیش نظر سیدنا ابوبکرؓ کی بیعت فرماتے وقت یہ بھی تھا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حفصہ ام المومنینؓ سے یہ فرمایا تھا کہ

ان ابا بکر یلی الخلافۃ من بعدی ثم بعدہ ابوک

میرے بعد ابوبکر مسند خلافت پر متمکن ہوں گے، پھر اسکے بعد تیرا باپ عمر خلیفہ ہوگا

سیدہ حفصہ سلام اللہ علیہا نے پوچھا آپ کو کسنے بتایا؟ آپ نے فرمایا اللہ علیم و خبیر نے مجھے بتایا ہے

(تفسیر قمی شیعی سورۃ تحریم زیر آیت واذ اسر النبی)

سیدنا ابوبکرؓ کی بیعت کرنے کے بارہ میں سیدنا علیؓ کے ذہن میں یہ بھی تھا کہ ابوبکرؓ اسلام لانے میں سب سے آگے ہیں، چنانچہ ایک موقع پر آپ نے خود فرمایا

اول من اسلم من الرجال ابوبکر

مردوں میں سے جس نے سب سے پہلے اسلام کی دعوت پر لبیک کہا اور حلقہ بگوش ہوئے وہ ابوبکرؓ تھے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۳۳، ص ۷۷، البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۲۷)

ان تمام باتوں کی وجہ سے سیدنا علیؓ نے برضا و رغبت سیدنا ابوبکرؓ کی بیعت کی۔ اور ان کے پورے عہد خلافت میں ان کے ساتھ مکمل تعاون کرتے رہے اور کسی موقع پر بھی ان سے علیحدگی اختیار نہیں کی۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے
فان علی ابن ابی طالب لم یفارق الصدیق فی وقت من الاوقات ولم ینقطع فی صلوٰۃ من الصلوات خلفہ کما سنذکرہ وخرج معہ ذی القصہ لما خرج الصدیق شاہراً سیف یرید قتال اہل الردۃ
سیدنا علیؓ ابن ابی طالب سیدنا صدیق اکبرؓ سے کسی وقت بھی جدا نہ ہوئے اور نہ ہی کسی ایک نماز میں ان سے پیچھے رہے جیسا کہ ہم عنقریب ذکر کریں گے اور سیدنا علیؓ سیدنا صدیق اکبرؓ کے ساتھ اس وقت بھی نکلے جب وہ مرتدین سے قتال کے لیے برہنہ تیغ لے کر ذوالقصہ کے مقام کی طرف گئے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۲۴۹)

ایسا ہی حاکم نے مستدرک جلد ۳ ص ۷۶ اور کنزالعمال جلد ۳ ص ۱۳۱ پر مرقوم ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کا جب انتقال ہوا تو سیدنا علیؓ کو اس کا سخت صدمہ ہوا اور فرمایا
الیوم انقطعت خلافت النبوۃ آج نبوت کی خلافت منقطع ہو گئی۔
پھر آپ اس مکان پر تشریف لائے جہاں سیدنا صدیق اکبرؓ کی نعش پڑی ہوئی تھی۔ وہاں مکان کے دروازہ پر کھڑے ہو کر آپ نے ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا جس میں سیدنا صدیق اکبرؓ کے مناقب و فضائل بیان فرمائے یہ خطبہ پڑھنے کے قابل ہے اور اس کے ایک ایک حرف سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا علیؓ کے قلب میں سیدنا صدیق اکبرؓ کی کتنی محبت تھی۔
ملاحظہ ہو الریاض النضرہ فی مناقب العشرۃ المبشرۃ جلد ۱ ص ۱۸۳ اور کتاب الجوہرۃ فی نسب النبی واصحابہ العشرہ جلد ۲ ص ۱۲۶

یہ خطبہ ہم نے اپنی کتاب "سیدنا علیؓ ۔۔۔ شخصیت اور کردار" میں پورا نقل کیا ہے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کی بیعت

سیدنا صدیق اکبرؓ نے جب سیدنا فاروق اعظمؓ کو اپنا جانشیں مقرر فرمایا۔ روایات میں ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ بالاخانہ پر تشریف لائے اور لوگوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا
لوگو! خلافت کے بارے میں میں نے ایک عہد کیا ہے، کیا تم اس پر رضامند ہو؟ سب لوگوں نے کہا اے خلیفہ رسولؐ! ہم اس بات پر راضی ہیں، لیکن سیدنا علیؓ نے کہا
لا نرضیٰ الا ان یکون عمر ابن الخطاب عمرؓ بن الخطاب کے سوا ہم کسی دوسرے شخص پر راضی نہیں ہوں گے۔
(اسد الغابہ جلد ۴ ص ۷۰، تاریخ الخلفاء ص ۸۲ الصواعق المحرقہ ص ۵۴)
علامہ ابن سعد نے لکھا ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے حکم سے وصیت نامہ کو سیدنا عثمانؓ سر بمہر کر کے آپ کے دولت کدہ سے باہر آئے۔ سیدنا عثمانؓ نے لوگوں کو صدیق اکبرؓ کی طرف سے کہا کہ اس کاغذ پر جس شخص کی تجویز ہو چکی ہے کیا آپ اس کے حق میں بیعت کرنے کے لیے تیار ہیں۔ سب حضرات نے متفقہ طور پر کہا کہ ہم بیعت کے لیے بالکل تیار ہیں لیکن سیدنا علیؓ نے فرمایا وہ شخص ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔
وھو عمر فاقروا بذالک جمیعاً ورضوا وبایعوا

اور وہ عمرؓ ہیں۔ پس سب لوگوں نے اس کو تسلیم کر لیا اور اس پر رضا مند ہوگئے اور سب نے عمرؓ کی بیعت کر لی۔
(طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۱۴۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا علیؓ کو سیدنا عمرؓ سے ایک خاص قسم کی دلی محبت تھی اور سیدنا عمرؓ کے مناقب و فضائل سے بخوبی آشنا تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ سیدنا ابوبکرؓ کے بعد کشتیٔ امت کا اگر کوئی ناخدا ہوسکتا ہے تو وہ صرف اور صرف سیدنا عمرؓ ہیں۔ اسی وجہ سے آپ نے برملا کہا کہ

"ہم سوائے عمرؓ کے اور کسی پر راضی نہ ہونگے"

آپ نے سیدنا عمرؓ کو خلیفہ تسلیم کیا، ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور قیامت تک آنے والے لوگوں کو بتادیا کہ ابو طالب کا بیٹا خلافت کا خواہشمند نہیں اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غدیر خم پر خلیفہ بلافصل بنایا تھا۔

سیدنا عثمانؓ کی بیعت

سیدنا عمرؓ نے شہادت کے وقت چھ صحابہ پر مشتمل ایک پینل مقرر فرمایا جس کا کام خلیفہ کا انتخاب تھا اور یہ بھی تھا کہ خلیفہ ان چھ میں سے ایک ہو طبری نے لکھا ہے کہ پینل مقرر کرکے سیدنا عمرؓ نے فرمایا تھا کہ

"میرا گمان ہے کہ تم علیؓ یا عثمانؓ میں سے کسی ایک کو والی بناؤ گے۔ پس اگر تم عثمانؓ کو خلیفہ مقرر کرو گے تو وہ ایک نرم دل اور نیک دل انسان ہیں۔ اور اگر علیؓ کو خلیفہ بناؤ گے تو ان میں مزاح کی عادت ہے، لیکن اس لائق ہیں کہ لوگوں کو حق اور صدق کی راہ پر چلائیں۔ اور اگر سعد بن ابی وقاصؓ کو خلیفہ مقرر کرو گے تو وہ اس کے اہل ہیں۔ اور اگر وہ خلیفہ مقرر نہ ہوں تو جو شخص خلیفہ مقرر ہو، اور امور مملکت میں ضرور ان سے مدد لے۔ اور میں نے انہیں (کوفہ کی گورنری سے) معزول کیا تھا تو وہ کسی خیانت یا کمزوری کی وجہ سے نہیں کیا تھا۔ اور عبدالرحمن بن عوفؓ تم میں نہایت صاحب الرائے اور صائب الرائے شخص ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے حافظ (حفاظت کرنے والا) ہے، لہذا (انتخاب خلیفہ کے بارے میں) ان کی رائے پر عمل کرنا"

(طبری جلد ۵ ص ۳۵)

مختصر یہ کہ سارے پینل نے سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ کو انتخاب خلیفہ کا اختیار دے دیا انہوں نے کئی روز کے غوروفکر اور مختلف لوگوں کے مشورہ کے بعد سیدنا عثمانؓ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ مسجد نبوی کے ممبر کی اس سیڑھی پر بیٹھے ہوئے تھے جہاں جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات تشریف فرمایا کرتے تھے اور سیدنا عثمانؓ اس سے نیچی سیڑھی پر تشریف رکھتے تھے۔ سیدنا عبدالرحمنؓ کے منہ سے سیدنا عثمانؓ کا نام سن کر لوگوں کے ایک ازدہام نے سیدنا عثمانؓ کو گھیر لیا اور باری باری ان کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرنے لگے۔ سب سے پہلے جس شخص نے سیدنا عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ سیدنا علی بن ابی طالب تھے۔

وجاء الیہ الناس یبایعونہ و بایعہ علی ابن ابی طالب اولاً اور لوگ آپ کی طرف بیعت کی غرض سے بڑھنے لگے اور سب سے پہلے سیدنا علی ابن ابی طالبؓ نے آپ کی بیعت کی۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۱۴۷ التمہید والبیان ص ۱۱)

ایک اور روایت میں ہے

فرجع علی یشق الناس حتی بایع

لوگوں کے ہجوم کو چیرتے ہوئے سیدنا علیؓ واپس آئے یہاں تک کہ عثمانؓ کی بیعت کی

بخاری کی روایت میں ہے

قال ارفع یدک یا عثمان فبایعه فبایع له علی وولج اہل الدار فبایعوه

سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا عثمانؓ اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ پس انہوں نے عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر اہل مدینہ اندر داخل ہوئے اور انہوں نے باری باری ان کی بیعت کی۔

(بخاری جلد ۱ ص 525، السنن الکبریٰ بیہقی جلد ۸ ص 151)

سیدنا علیؓ کی یہ بیعت خوشی اور مسرت کے ساتھ تھی جبرواکراہ سے نہ تھی۔ تبھی تو انہوں نے سب سے پہلے بیعت کی۔ جو آدمی بادل نخواستہ بیعت کرتا ہے وہ سب سے پہلے بیعت نہیں کرتا کیونکہ جب اس کو کسی کام پر دلی صدمہ ہوتا ہے تو نفسیاتی طور پر وہ اس کام کے کرنے سے ہچکچاتا ہے۔

سیدنا علیؓ سے قبل تین خلفاء سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا عمرؓ اور سیدنا عثمانؓ گزرے۔ سیدنا علیؓ نے تینوں کی نہایت خوشدلی اور رضا اور رغبت سے بیعت کی۔ اور جب چوتھے نمبر پر اپنی باری آئی تو "دعونی والتمسوا غیری" (مجھے چھوڑ دو اور اس منصب خلافت کے لیے کسی اور کو تلاش کرو)

یہ کہہ کر ہر ممکن طریق سے ٹالنے کی کوشش کی، لیکن آخر خلیفہ ہو ہی گئے۔ اور پھر اعلان فرمادیا۔

من لم یقل انی رابع الخلفاء فعلیه لعنته الله

جس نے مجھے چوتھا خلیفہ نہ کہا اس پر اللہ کی لعنت

(مناقب آل ابی طالب ابن شہر آشوب جلد ۳ ص ۶۳)

امامت علیؓ کی سرگذشت

شیعہ حضرات کی کتابوں کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سیدنا علیؓ کی ولایت اور امامت کا تعلق غدیر خم کی حدیث سے نہیں بلکہ بقول شیعہ محدث کلینی سیدنا علیؓ کی ولایت کا اقرار تو شیعہ حضرات سے اس وقت لیا گیا تھا جب وہ ابھی اپنی ماؤں کے پیٹوں میں بھی نہیں منتقل ہوئے تھے بلکہ عالم ارواح میں چیونٹیوں کی شکل میں تھے۔

(اصول کافی ص ۲۷۵-۲۷۶، لکھنو)

اور آدم علیہ السلام اور دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام سے بھی اس کا عہد لیا گیا تھا۔

(ترجمہ مقبول ص ۶۲۷، حاشیہ لاہور، اصول کافی ص ۳۶۱)

بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ

"اللہ تعالیٰ نے جب چاند کو پیدا کیا تو اس پر لکھ دیا "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین" اور یہ جو تم چاند پر سیاہی دیکھتے ہو یہ وہی لکھا ہوا ہے۔

(احتجاج طبرسی ص ۲۳۱، طہران)

پھر یہ بھی لکھ دیا کہ

"حق تعالیٰ نے شب معراج میں امیر المومنین علیؓ کی ولایت کی خبر آپ کو اجمالی طور پر دی"۔

(منہج الصادقین جلد ۱ ص ۴۶۲، ایران)

آخر ۱۰ ھ میں عرفہ کے دن جبرئیل امین یہ حکم لے کر آئے ولایت علیؓ کا اعلان کرو، لیکن رسول اللہؐ نے منافقوں کی

عذیب کے خوف سے اس حکم کے پہنچانے میں مضائقہ کیا:

(حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۲۴۳ لاہور)

گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علیؓ کی امامت و خلافت کے اعلان سے ڈرتے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ ڈانٹا گیا اور لوگوں سے حفاظت کا پیغام دیا گیا اور پھر کہا گیا

یٰاَیُّھَاالرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآاُنْزِلَ اِلَیْکَ فَاِلَم تَفعَل فَمَا بَلَّغتَ رِسَالَتَکَ. وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ

ے رسول! جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دے (لوگوں تک) اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یوں سمجھیے کہ آپ نے اللہ کی رسالت نہیں پہنچائی اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ و مامون رکھے گا۔

علاوہ ازیں ۱۲۰ مرتبہ آپ کو آسمانوں پر بلایا گیا اور سیدنا علیؓ کی ولایت اور امامت کی ہر مرتبہ تاکید کی گئی۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے

ابن بابویہ و صفار و دیگر بسند معتبر از حضرۃ صادق علیہ السلام روایت کردہ اند کہ حق تعالیٰ رسولؐ اللہ را صد و بست مرتبہ باآسمان برد و در ہر مرتبہ آنحضرت را در باب ولایت و امامت امیرالمومنین وسائر ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین زیادہ بر سائر فرائض تاکید و مبالغہ نمود

ابن بابویہ، صفار اور دیگر حضرات (محدثین) نے معتبر سند کے ساتھ حضرت جعفر صادقؒ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲۰ مرتبہ رسولؐ اللہ کو آسمانوں پر بلایا اور ہر مرتبہ آپ کو ولایت اور امامت علیؓ اور دوسرے آئمہ کی امامت کے بارے میں اتنی تاکید اور مبالغہ فرمایا جو دیگر فرائض میں تاکید و مبالغہ نہ کیا گیا۔ (حیات القلوب جلد ۲ ص ۵۰۴، باب بست و چہارم)

تب کہیں جا کر ولایت علیؓ کا اعلان غدیر خم کے موقعہ پر کیا گیا، لیکن بقول شیعہ کسی نے اس اعلان کو درخور اعتناء نہ سمجھا اور پیغمبر علیہ السلام کے انتقال کے بعد سیدنا ابو بکرؓ کو خلیفہ بنالیا اور تمام صحابہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی حتیٰ کہ سیدنا علیؓ نے بھی بیعت کرلی۔

ایک سازش

دراصل مسئلہ امامت رسولؐ اللہ کی نبوت کے خلاف یہودیوں اور مجوسیوں کی ایک سازش ہے تاکہ فرزندان اسلام کو نبوت کے مرکز ملت سے ہٹا کر امامت کی دہلیز پر سجدہ ریز کر دیا جائے، لیکن چونکہ رسولؐ اللہ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تھا اور نہ ہی مسلمانوں کے ذہن کسی نبی کو قبول کرنے کے لیے تیار تھے، اس وجہ سے بعض پاکیزہ صفت لوگوں کو امامت کے لبادہ میں دنیا کے سامنے اس طریقہ سے پیش کیا گیا کہ نبوت کی جملہ صفات ان کے اندر بھر دیں اور نام انہیں نبی کے بجائے "امام" کا دے دیا گیا۔ چنانچہ صاف لکھا گیا۔

مرتبہ امامت نظیر درجہ نبوت است — امامت کا مرتبہ نبوت کے درجہ کی مانند ہے۔

(حق الیقین ص ۳۸ تہران)

کہیں لکھا

ان مرتبۃ الامامۃ کالنبوۃ — بے شک امامت کا مرتبہ نبوت کے مرتبہ کی مانند ہے

(حق الیقین عربی جلد ۱ ص ۱۳۸، تہران)

بلکہ ملا باقر مجلسی نے تو "امامت" کے لیے "نبوت" کا لفظ بھی استعمال کر دیا - چنانچہ لکھا "مرتبہ امامت نظیر نبوت و مثل آنست بلکہ چنانکہ نبوت رسالتے است از جانب خدا بوساطت ملک، امامت نیز فی الحقیقت نبوتے است بوساطت نبی" -

مرتبہ امامت مرتبہ نبوت کی طرح ہے بلکہ جیسا کہ نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ (جبرئیل) کی وساطت سے ہے اسی طرح امامت بھی در حقیقت ایک نبوت ہے نبی کی وساطت سے -

(حیات القلوب جلد ۳ ص ۸۱، تہران)

چنانچہ نبی کی ایک ایک صفت امام میں ثابت کی گئی بلکہ کچھ صفات تو نبوت سے بھی زیادہ امام میں مانیں گئیں -

۱- اہل اسلام کے نزدیک عصمت صرف انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے لیکن شیعہ حضرات نے امام کو بھی نبی کی طرح معصوم ماننا شروع کر دیا -

(احقاق الحق جلد ۱ ص ۱۹۷، اصول کافی ص ۱۶۵)

۲- امام کو نبی کی طرح منصوص من اللہ بھی ثابت کیا گیا حالانکہ یہ بھی نبی کا خاصہ ہے -

(حق الیقین عربی جلد ۱ ص ۴۹، تہران)

۳- یہ بھی ثابت کیا گیا کہ جس طرح نبی کے پاس وحی آتی ہے اسی طرح امام کے پاس بھی وحی آتی ہے - فرق صرف یہ ہے کہ نبی تو کبھی کبھی جبرئیل کو دیکھ لیتے ہیں، لیکن امام دیکھتے نہیں - باقی جبرئیل آتے دونوں کے پاس ہیں اور کلام بھی دونوں سے کرتے ہیں اور ان کا کلام بھی دونوں سنتے ہیں -

(اصول کافی ص ۱۰۲)

۴- پھر جس طرح نبوت کا انکار کفر ہے اسی طرح امامت کے انکار کو بھی کفر قرار دیا گیا، چنانچہ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے

انکار امامت کفر است ہم چنانکہ انکار نبوت کفر است — امامت کا انکار اسی طرح کفر ہے جس طرح نبوت کا انکار کفر ہے -

(حق الیقین جلد ۲ ص ۵۱۹، تہران)

اعتقادات شیخ صدوق میں ہے

واعتقادنا فیمن جحد امامت امیر المومنین علی ابن ابی طالب والائمہ من بعدہ انہ کمن جحد نبوۃ جمیع الانبیاء

اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس نے سیدنا علیؓ ابن ابی طالب اور ان کے بعد والے ائمہ کی امامت کا انکار کیا اس نے گویا کہ تمام انبیاء کی نبوت کا انکار کیا -

(اعتقادات شیخ صدوق ص ۱۲۸ باب ۳۸ اعتقاد در ظالمان، تہران)

چنانچہ لکھا ہے کہ جس نبی نے بھی ائمہ کی امامت کے ماننے میں توقف کیا اس کو ہی سزا دی گئی -

ان اللہ لم یبعث نبیاً من آدم الیٰ ان صار جدک محمداً صلی اللہ علیہ وسلم الاوقد عرض علیہ ولایتکم اہل البیت فمن قبلھا من الانبیاء سلم وتخلص ومن توقف عنھا وتمتع فی حملھا لقی مالقی آدم علیہ السلام من المعصیۃ وما لقی نوح من الغرق وما لقی ابراہیم علیہ السلام من النار وما لقی یوسف علیہ السلام من الجب وما لقی ایوب علیہ السلام من البلاء وما لقی داؤد علیہ السلام من الخطیئۃ الیٰ ان بعث اللہ یونس علیہ السلام فاوحی اللہ الیہ ان یونس تول امیر المومنین علیا والائمہ الراشدین من صلبہ، فقال کیف اتولی من لم ارہ ولم

اعرفہ وذھب مغاضباً فاوحی اللہ تعالیٰ الی الحوت ان التقمی یونس

اے اہل بیت ! اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے لے کر تمہارے جدِّ امجد جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی مبعوث فرمائے، ان میں سے ہر ایک پر تمہاری ولایت کو پیش کیا۔ جس نے تمہاری ولایت کو مانا وہ سلامت رہا اور جس نے توقف کیا اور پس و پیش کی تو اسے جو سزا ملی وہ ملی۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے معصیت کا صدور، سیدنا نوحؑ کا طوفان سے واسطہ سیدنا ابراہیمؑ کو آگ کا سامنا، سیدنا یوسفؑ کا کنواں میں ڈالا جانا، سیدنا ایوب کا بیماری میں مبتلا ہونا، سیدنا داوٗد علیہ السلام کو خطاء کا سامنا ہونا یہ سب کچھ اسی توقف کی وجہ سے ہوا جو انہوں نے تمہاری امامت کے بارے میں کیا۔ پھر یونسؑ کو بھیجا گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ اے یونس ! امیر المومنین علیؓ اور ان کی اولاد کی ولایت کو تسلیم کرلو۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ ! جس کو دیکھا نہیں اور جس کو میں جانتا نہیں اس کی ولایت کو کیسے تسلیم کرلوں۔ یہ کہہ کر ناراض ہو کر چل پڑے حق تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ یونسؑ کو نگل جا۔

(انوار النعمانیہ جلد ۱ ص ۲۵ تبریز)

۵۔ اسی پر بس نہیں کیا گیا بلکہ نبوت سے بھی زیادہ صفات ائمہ میں دکھانے کی کوشش کی گئی تاکہ سادہ لوح لوگوں کی نبوت سے توجہ ہٹا کر امامت پر مرکز ہو جائے اور نبوت امامت کے سامنے ہیچ نظر آنے لگے۔ چنانچہ کہا گیا

"امام جب شکم مادر سے پیدا ہوتا ہے تو زمین پر دونوں ہاتھ رکھ آسمان کی طرف منہ اٹھا کر واقع ہوتا ہے۔ اور جوں ہی زمین پر دونوں ہاتھ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے کل علم پر قبضہ کرلیتا ہے، جو اس نے آسمان سے زمین پر نازل کیا ہوتا ہے۔

(اصول کافی ص ۲۴۵)

۶۔ علم جو نبوت کا سرمایہ ہوتا ہے، امام کو اس میں بھی نبوت کے ساتھ برابری دے دی گئی۔ چنانچہ لکھا گیا کہ

"اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کا علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جمع فرمادیا اور آپ نے وہ سارا علم امیر المومنین (علیؓ) کو دے دیا"۔

(اصول کافی ص ۱۳۵)

۷۔ احادیث میں انبیاء علیہم السلام کی ایک خصوصیت یہ ذکر کی گئی ہے کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔ اسی وجہ سے انبیاء کے خواب کو بھی وحی قرار دیا گیا۔ چنانچہ امام میں بھی یہ خصوصیت ثابت کی گئی اور لکھا

"امام کی دس علامات ہیں ------- اس کی آنکھ سوتی ہے لیکن دل نہیں سوتا"۔

(اصول کافی ص ۱۴۶)

۸۔ احادیث میں آتا ہے کہ قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں سوال ہوگا۔ اس بارے میں بھی امام کو نبوت کے ساتھ برابری دی گئی اور لکھا کہ

"قبر میں علیؓ ابن ابی طالب کی ولایت کے بارے میں سوال ہوگا"۔

(حق الیقین جلد ۲ ص ۳۹۷، تہران)

۹۔ قرآن حکیم نے منصب نبوت کے بارے میں فرمایا

ماآتکم الرسول فخذوہ ومانھکم عنہ فانتھوا

جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے روکے اس سے رک جاؤ۔ (حشر ۱)

اس کے مقابلہ میں امام کو بھی اسی منصب پر بٹھایا گیا۔ چنانچہ لکھا ہے

قال ابوعبداللّٰہ یاسلیمان ماجاء من امیرالمومنین یوخذبہ ومانھیٰ عنہ ینتھیٰ عنہ جریٰ لہ من فضلٍ ماجریٰ لرسول اللّٰہ

سیدنا جعفر صادقؒ نے فرمایا اے سلیمان! جو امیر المومنین حکم دیں اس کو مانو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو ۔ علیؓ کو وہی فضیلت حاصل ہے جو رسول کو ہے۔

۱۰۔ بعض باتیں ائمہ میں ایسی بھی تسلیم کیں جن سے نبوت کا دامن بھی خالی تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے تین چیزیں ایسی دی گئیں جن میں علیؓ میرے ساتھ شریک ہے۔ اور علیؓ کو تین چیزیں ایسی دی گئیں جن میں میں اس کے ساتھ شریک نہیں ہوں۔ عرض کیا گیا۔ یا رسولؐ اللہ! وہ تین چیزیں کیا ہیں جن میں علیؓ آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ فرمایا ایک لواء الحمد مجھے دی گئی اور علیؓ اس کا اٹھانے والا ہے۔ دوسری کوثر مجھے عطا ہوئی اور علیؓ اس کا پلانے والا (ساقی) ہے۔ تیسری جنت اور دوزخ مجھے دی گئی اور علیؓ اس کا تقسیم کرنے والا (قاسم)

ہے اور وہ تین چیزیں جو علیؓ کو دی گئیں لیکن ان میں میں شریک نہیں ہوں۔ پہلی یہ کہ علیؓ کو شجاعت ایسی ملی جیسی مجھے بھی نہیں ملی۔ دوسری علیؓ کو فاطمہ الزہراؓ بیوی ملی لیکن اس جیسی مجھے بیوی نہیں ملی۔ تیسری شے یہ کہ علیؓ کو حسنؓ اور حسینؓ جیسے دو بیٹے ملے لیکن مجھے ان جیسے دو بیٹے نہیں ملے"۔

(انوار النعمانیہ جلد ۱ ص ۱۷، مناقب ابن شہر آشوب جلد ۳ ص ۲۶۲، امالی طوسی جلد ۱ ص ۳۵۴)

یہ ہے اجمالی طور پر شیعہ حضرات کے مسئلہ امامت کی بحث۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احقر کی کتاب "اسلام کا تصور نبوت"

امامت میں یہ خصوصیات ماننا امام کو نبی کا درجہ عطا کرنا ہے کیونکہ جب ہم کسی میں کوتوال شہر کی تمام صفات مان لیں تو ہم نے اس کو کوتوال شہر کا مثیل اور شریک بنا دیا خواہ نام ہم اس کو کوتوال شہر کا نہ دیں۔ اسی وجہ سے حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

"امام باصلاح ایشاں معصوم، مفترض الطاعہ ومنصوب للخلق است ووحی باطنی در حق امام تجویز نمائند۔ پس در حقیقت ختم نبوت را منکر اند گو بزبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را ختم الانبیاء می گفتہ باشند"

ان لوگوں (شیعہ) کی اصطلاح میں امام معصوم، واجب الاطاعت اور اصلاح خلق کے لیے مامور ہوتا ہے۔ اور امام کے حق میں یہ لوگ وحی باطنی بھی مانتے ہیں۔ اس وجہ سے یہ لوگ درحقیقت ختم نبوت کے منکر ہیں اگرچہ یہ اپنی زبان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "خاتم الانبیاء" کہتے ہیں۔

(تفہیمات الٰہیہ جلد ۲ ص ۲۲۴)

اور وہ عمرؓ ہیں۔ پس سب لوگوں نے اس کو تسلیم کر لیا اور اس پر رضامند ہو گئے اور سب نے عمرؓ کی بیعت کر لی۔

(طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۱۴۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا علیؓ کو سیدنا عمرؓ سے ایک خاص قسم کی دلی محبت تھی اور سیدنا عمرؓ کے مناقب و فضائل سے بخوبی آشنا تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ سیدنا ابوبکرؓ کے بعد کشتئ امت کا اگر کوئی ناخدا ہو سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف سیدنا عمرؓ ہیں۔ اسی وجہ سے آپ نے برملا کہا کہ

"ہم سوائے عمرؓ کے اور کسی پر راضی نہ ہوں گے"

آپ نے سیدنا عمرؓ کو خلیفہ تسلیم کیا، ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور قیامت تک آنے والے لوگوں کو بتا دیا کہ ابو

طالب کا بیٹا خلافت کا خواہشمند نہیں اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غدیر خم پر خلیفہ بلافصل بنایا تھا۔

سیدنا عثمانؓ کی بیعت

سیدنا عمرؓ نے شہادت کے وقت چھ صحابہ پر مشتمل ایک پینل مقرر فرمایا جس کا کام خلیفہ کا انتخاب تھا اور یہ بھی تھا کہ خلیفہ ان چھ میں سے ایک ہو طبری نے لکھا ہے کہ پینل مقرر کر کے سیدنا عمرؓ نے فرمایا تھا کہ

"میرا گمان ہے کہ تم علیؓ یا عثمانؓ میں سے کسی ایک کو والی بناؤ گے۔ پس اگر تم عثمانؓ کو خلیفہ مقرر کرو گے تو وہ ایک نرم دل اور نیک دل انسان ہیں۔ اور اگر علیؓ کو خلیفہ بناؤ گے تو ان میں مزاح کی عادت ہے، لیکن اس لائق ہیں کہ لوگوں کو حق اور صدق کی راہ پر چلائیں۔ اور اگر سعد بن ابی وقاصؓ کو خلیفہ مقرر کرو گے تو وہ اس کے اہل ہیں۔ اور اگر وہ خلیفہ مقرر نہ ہوں تو جو شخص خلیفہ مقرر ہو، اور امور مملکت میں ضرور ان سے مدد لے۔ اور میں نے انہیں (کوفہ کی گورنری سے) معزول کیا تھا تو وہ کسی خیانت یا کمزوری کی وجہ سے نہیں کیا تھا۔ اور عبدالرحمن بن عوفؓ تم میں نہایت صاحب الرائے اور صائب الرائے شخص ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے حافظ (حفاظت کرنے والا) ہے، لہذا (انتخاب خلیفہ کے بارے میں) ان کی رائے پر عمل کرنا"

(طبری جلد ۵ ص ۳۵)

مختصر یہ کہ سارے پینل نے سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ کو انتخاب خلیفہ کا اختیار دے دیا انہوں نے کئی روز کے غور وفکر اور مختلف لوگوں کے مشورہ کے بعد سیدنا عثمانؓ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ مسجد نبوی کے ممبر کی اس سیڑھی پر بیٹھے ہوئے تھے جہاں جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات تشریف فرمایا کرتے تھے اور سیدنا عثمانؓ اس سے نیچی سیڑھی پر تشریف رکھتے تھے۔ سیدنا عبدالرحمنؓ کے منہ سے سیدنا عثمانؓ کا نام سن کر لوگوں کے ایک ازدہام نے سیدنا عثمانؓ کو گھیر لیا اور باری باری ان کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرنے لگے۔ سب سے پہلے جس شخص نے سیدنا عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ سیدنا علی بن ابی طالب تھے۔

وجاء الیہ الناس یبایعونہ و بایعہ علی ابن ابی طالب اولاً اور لوگ آپ کی طرف بیعت کی غرض سے بڑھنے لگے اور سب سے پہلے سیدنا علی ابن ابی طالبؓ نے آپ کی بیعت کی۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۱۴۷ التمہید والبیان ص ۱۱)

ایک اور روایت میں ہے

فرجع علی یشق الناس حتی بایع

لوگوں کے ہجوم کو چیرتے ہوئے سیدنا علیؓ واپس آئے یہاں تک کہ عثمانؓ کی بیعت کی

کذب کے خوف سے اس حکم کے پہنچانے میں مضائقہ کیا؛

(حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۲۴۳ لاہور)

گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علیؓ کی امامت وخلافت کے اعلان سے ڈرتے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈانٹا گیا اور لوگوں سے حفاظت کا پیغام دیا گیا اور پھر کہا گیا

يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَاأُنزِلَ إِلَيْكَ فَإِلَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَكَ. وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

اے رسول! جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے۔ اسے پہنچا دے (لوگوں تک) اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یوں سمجھیے کہ آپ

نے اللہ کی رسالت نہیں پہنچائی اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ و مامون رکھے گا۔

علاوہ ازیں ۱۲۰ مرتبہ آپ کو آسمانوں پر بلایا گیا اور سیدنا علیؓ کی ولایت اور امامت کی ہر مرتبہ تاکید کی گئی۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے

ابن بابویہ وصفار و دیگر بسند معتبر از حضرۃ صادق علیہ السلام روایت کردہ اند کہ حق تعالیٰ رسولؐ اللہ را صد و بست مرتبہ باآسمان برد و در ہر مرتبہ آنحضرت را در باب ولایت و امامت امیر المومنین وسائر ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین زیادہ بر سائر فرائض تاکید و مبالغہ نمود

ابن بابویہ، صفار اور دیگر حضرات (محدثین) نے معتبر سند کے ساتھ حضرت جعفر صادقؒ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲۰ مرتبہ رسولؐ اللہ کو آسمانوں پر بلایا اور ہر مرتبہ آپ کو ولایت اور امامت علیؓ اور دوسرے آئمہ کی امامت کے بارے میں اتنی تاکید اور مبالغہ فرمایا جو دیگر فرائض میں تاکید و مبالغہ نہ کیا گیا۔ (حیات القلوب جلد ۲ ص ۵۰۴، باب بست و چہارم)

تب کہیں جا کر ولایت علیؓ کا اعلان غدیر خم کے موقعہ پر کیا گیا، لیکن بقول شیعہ کسی نے اس اعلان کو درخور اعتناء نہ سمجھا اور پیغمبر علیہ السلام کے انتقال کے بعد سیدنا ابو بکرؓ کو خلیفہ بنالیا اور تمام صحابہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی حتیٰ کہ سیدنا علیؓ نے بھی بیعت کرلی۔

ایک سازش

دراصل مسئلہ امامت رسولؐ اللہ کی نبوت کے خلاف یہودیوں اور مجوسیوں کی ایک سازش ہے تاکہ فرزندان اسلام کو نبوت کے مرکز ملت سے ہٹا کر امامت کی دہلیز پر سجدہ ریز کردیا جائے، لیکن چونکہ رسولؐ اللہ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تھا اور نہ ہی مسلمانوں کے ذہن کسی نبی کو قبول کرنے کے لیے تیار تھے، اس وجہ سے بعض پاکیزہ صفت لوگوں کو امامت کے لبادہ میں دنیا کے سامنے اس طریقہ سے پیش کیا گیا کہ نبوت کی جملہ صفات ان کے اندر بھر دیں اور نام انہیں نبی کے بجائے "امام" کا دے دیا گیا۔ چنانچہ صاف لکھا گیا۔

مرتبہ امامت نظیر درجہ نبوت است — امامت کا مرتبہ نبوت کے درجہ کی مانند ہے۔

(حق الیقین ص ۳۸ تہران)

کہیں لکھا

ان مرتبۃ الامامۃ کالنبوۃ — بے شک امامت کا مرتبہ نبوت کے مرتبہ کی مانند ہے

(حق الیقین عربی جلد ۱ ص ۱۳۸، تہران)

تکذیب کے خوف سے اس حکم کے پہنچانے میں مضائقہ کیا:

آپ کے عطیات : محاسبۂ مرزائیت و رافضیت کی جدوجہد کو تیز تر کرنے کے لئے اپنی زکوٰۃ، صدقات اور عطیات اپنی جماعت مجلس احرارِ اسلام کو دیجئے

بذریعہ منی آرڈر :- سید عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان

بذریعہ بینک ڈرافٹ یا چیک :- اکاؤنٹ نمبر ۲۹۹۳۲ حبیب بینک حسین آگاہی، ملتان